خطاب کرتے تھے۔

اکثر سبز اور کبھی سُرخ مخمل کی چوگوشیہ ٹوپی جس پر طلائی لیس ہوتی تھی استعمال فرمایا کرتے تھے قدیم تراش کا ململ، تن زیب، چکن وغیرہ کا انگرکھا اور چُست دوہرے لٹھے کا آڑا پاجامہ ان کے ڈیل ڈول پر نہایت زیب دیتا تھا ایک مرتبہ فرمایا کہ بیٹا! تمکو معلوم ہے کہ میں دوہرے لٹھے کا پاجامہ کیوں پہنتا ہوں اس میں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سرد موسم میں کچھ خنکی سے امن رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کہیں بارش وغیرہ میں کپڑے بھیگ جائیں تو اکہرے لٹھے میں سے بھیگ جانے کی وجہ سے جسم کا رنگ ظاہر ہوتا ہے اور ستر محفوظ نہیں رہتا۔ تیسرے یہ کہ اگر اوپر سے ایک تہ کھونچ لگنے کی وجہ سے کہیں پھٹ جاتے تو بے ستری نہ ہو۔ اللہ اللہ شرم وحیا اور ستر کا لحاظ ہمارے اسلاف میں کس قدر تھا! آج کے انسان کی انسانیت اتنی دردمند اور ناتوان ہو چکی ہے کہ ناتمام اور ادھورا لباس بھی بار معلوم ہونے لگا ہے۔

فراخدل عالی ظرف اور انتہا درجے کے متحمل مزاج انسان تھے۔ علم عروض کے ماہر تھے شعر وسخن کی تمام اصناف پر قادر تھے۔ چوگان اور شہسواری میں بھی مشہور تھے۔ کڑھائی کی بے مثل مہارت تھی۔ چنانچہ آخر زمانے میں اکثر اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں کاڑھ کر پہنا کرتے تھے تیپچی کے طرز پر رنگین تاگے سے بغیر خاکے کے بہت عمدہ پھول بنایا کرتے تھے۔ معذور ہو جانے کے بعد جب تک نظر قائم رہی کتب خانہ رحیمیہ کے سامنے رکھشا میں یہی مشغلہ رہتا تھا۔

سائلؔ صاحب سے پہلے بالعموم مشاعروں میں ترنم سے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ یہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے مشاعروں میں ترنم کی ابتدا کی۔ نہایت بلند پاٹدار آواز تھی اور آواز میں ایک خاص دردانگیزی تھی آج تک ان کا طرز ترنم کوئی پیدا نہ کر سکا جس مشاعرے میں سائلؔ صاحب ہوتے تھے صدر انھیں کو بنایا جاتا تھا چنانچہ ہندوستان کے آل انڈیا مشاعرے زیادہ تر انھیں کی صدارت میں ہوئے ہیں۔ قدرتی طور پر ان کے حسن وجمال اور شان وشوکت کا رُعب مجمع پر ایسا پڑتا تھا کہ سناٹا چھا جاتا تھا۔ اور غزل پڑھتے تھے تو ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوتی تھی۔ بڑے بڑے

معرکے کے مشاعروں میں خراج تحسین حاصل کر لینا سائل صاحب ہی کا حق تھا۔

خوش نصیب واصف کی آنکھوں نے وہ منظر بھی دیکھا ہے کہ مدرسۂ امینیہ دہلی کے سالانہ جلسے منعقدہ ۲۵ محرم ۱۳۳۶ھ م ۱۲ نومبر ۱۹۱۷ء میں سائل صاحب شیر کی طرح گرجدار آواز میں کھڑے ہوئے نظم پڑھ رہے ہیں۔ مدرسہ کے در و دیوار گونج رہے ہیں۔ ہزاروں کا اجتماع۔ آواز کی بلندی اور ترنم سے مسحور ہے۔ چہرہ پر عجیب و غریب حسن و جمال اور شگفتگی ہے۔ وہ ترکیب بند مندرجہ ذیل ہے:

حمد خدا کو چاہیئے تیری مدد قلم — خدمت سپرد ہے یہ ترے تا ابد قلم
اول خدائے پاک نے پیدا کیا تجھے — مرقوم صدر لوح پہ ہے یہ سند قلم
اتنوں کے سامنے نہ مجھے کر ذلیل و خوار — درخواست میری چاہیئے کرنی نہ رد قلم
حمد خدائے پاک ہے توشہ معاد کا — یہ لکھ سوائے اس کے نہ لکھ نیک و بد قلم
حق حمد کا تو جب بھی نہ ہوگا ادا اگر — لکھنے کو بیٹھے بندۂ عاجز بصد قلم
لیکن ہے اقتضائے عباد نکو شعار — راقم کو حمد رقم میں ہو اور تجھ کو کد قلم
السعی منی کہہ کے نگوں سر ہو لوح پر — اللہ کا نام لے کے ذرا کھینچ مد قلم
تو دیکھتا ہے دیکھ رہے ہیں تجھی کو سب — چاروں طرف سے پڑتی ہے نظروں کی زد قلم
حمد خدائے عز و جل کے لئے مدام — سر در سجود ہو کبھی ہو سر و قد قلم
امکان تک تو چاہیئے اظہار بندگی — تحمید حق ضرور ہے تا وسع و جد قلم
تحمید حق میں چاہیئے ہونا فنا تجھے — بس دے طراز حمد میں اپنا جسد قلم
مخلوق تجھ کو حق نے کیا دو زبان سے — میری زبان کو تجھ سے نہ کیوں ہو حسد قلم
اس کے سوا ہے رشک و حسد کا سبب اک اور — قول اس کا ہیچ۔ فعل ترا مستند قلم
بسم اللہ کا ہو ترانہ صریر میں — ہو مد میں ہر کشش کی رقم یا صمد قلم

معبود حمد عبد سے گو بے نیاز ہے
بندہ ثنائے حق سے مگر سرفراز ہے

محبوبِ حق کی نعت میں کھل اے زبانِ کلک
ایسے عمل ہیں موجبِ ہستیٔ شانِ کلک

نعتِ حبیبِ پاک خدا میں کھپا دے جاں
کرتند ہی کہ تجھ کو کہیں سب روانِ کلک

ایسی تو لکھ ثنائے محمد کہ سُن کے سب
صلِ علیٰ کے تحت میں ہوں مدح خوانِ کلک

از بس وسیع تو کہ ہے میدان حمد و نعت
جولانیوں سے کھول دے تاب و توانِ کلک

سن کر صریرِ کلک کو بن جائیں حاضرین
تاثیرِ نعتِ پاک سے رطب اللسانِ کلک

دنیا و دین کے حال کے لکھنے سے کب چھپے
نفع و مضارِ خامۂ و سود و زبانِ کلک

وہ نعت لکھ کہ جس کو کہیں سُن کے حاضرین
لاریب فیہ راست ہے یہ داستانِ کلک

مقبول ایسی نعت رقم کر حبیب کی
بہرِ بیاضِ نظم ہو تا ارمغانِ کلک

فصلِ بہار خامہ نمیقت ہے نعت کی
دنیا کی مدح ساری ہی عہدِ خزانِ کلک

کاغذ وہ جس پہ لکھی ہو نعتِ محمدی
رتبے میں وہ زمین بنے آسمانِ کلک

جلتے ادب ہے نعت لکھی ہمرنگِ حمدِ رب
واجب یہاں بھی ہے کہ جھکے فرقدانِ کلک

سب منتظر ہیں نغمہ و صوتِ صریر کے
بیٹھے ہیں سب کے سب پئے امتحانِ کلک

مدحت سرائے حضرتِ محبوبِ کبریا
بنجائے نائے کلک تو ہو امتنانِ کلک

بلبل سے کم نہیں ہے نواسنجِ نعتِ پاک
طوبیٰ کی شاخ شجرہ سے ہے دودمانِ کلک

گلریزیاں یہ نعتِ نبی کی دکھائے گا
مل جائے گا جو وقت تو جی کی دکھلائے گا

لاتی ہے اب تو کھینچ کے اک محترم طلب
آنا پڑا مجھے کہ تھی وہ پُر کرم طلب

دعوت جو اہلِ علم و خرد رائیگاں کریں
کیوں کر نہ سمجھی جائے بھلا محتشم طلب

میری طلب یہ مایۂ صد فخر ہے مجھے
لیکن ہوئی بزمرۂ اہلِ قلم طلب

معقول عذر کرتا ہوں میں ضیقِ وقت کا
اک ہفتہ پہلے چاہیے تھی کم سے کم طلب

اب منفعل ہوں مجمعِ اہلِ کمال میں
کہدوں کرم طلب نہیں ہے یہ ستم طلب

نیت کو جانتا ہوں صفا باطنوں کی میں
یہ بھی مری طلب ہے یہ لطف اتم طلب

اس کا بھی ہے یقین مجھے ان کی ذات سے
ہوگی گناہگار کی اب دم بدم طلب

سر کو قدم بنا کے یہاں آؤں گا مدام
کھالوں قسم کبھی آپ کریں گر قسم طلب

بھیجا نہ جائے نامہ و پیغامبر و قسیح
سائل ہوں میں نہیں ہوں میں جاہ و حشم طلب

قربان اس طلب کے نثار اس طلب کے میں
ہوں مجھ سے بد بزمرۂ خیر الامم طلب

میری طلب میں اب رہے اس امر کا خیال
یعنی مری طلب ہو بوجہ اتم طلب

ہیں حاضری کا حق بھی تو کچھ کر سکوں ادا
ہستی طلب کی میری بنے کیوں عدم طلب

اتنا تو وقت چاہئے دینا کہ بہر نظم
کاغذ طلب قلم ہو تو کاغذ قلم طلب

داعی سے کر رہا ہوں مکرر یہ التماس
ہو میری اس طرح سے نہ پھر ایکدم طلب

احضار کے لئے رہی ارشاد پر نظر
اک لمحہ بھی پڑی نہیں روداد پر نظر

تفصیل مدرسے کی دعا کے سوا ہو کیا
اس کی بقا کی آس خدا کے سوا ہو کیا

تعمیر کی یہ شکل توکل کی شرح ہے
کلمہ زباں پہ دیکھ کے جز مرحبا ہو کیا

کیسی لطیف اس کی عمارت کی شکل ہے
اس پر فضا فضا سے فزوں تر فضا ہو کیا

حضرت امین دین و کفایت کا دم رہے
تعریف قلب ان کے دلوں سے صفا ہو کیا

خدمت میں دین کی ہیں یہ دن رات منہمک
دینی وفا میں اس سے زیادہ وفا ہو کیا

کتنی بلند اس کی عمارت ہے شاندار
حیران ہوں اور معنی اوج و علا ہو کیا

سب حاضرین کو چاہئیں کرنی اعانتیں
درخواست اور کیا کروں اور التجا ہو کیا

دارین میں بھلا ہو جو حامیٔ دیں رہے
ایسی دعائے خیر سے بہتر دعا ہو کیا

روشن چراغ دین محمد ہے مدام
ضوپاش اس سے بڑھ کے کسی کی ضیا ہو کیا

جتنی کسی سے ہو سکے اس کی مدد کرو
کونین میں خبر نہیں اجر سخا ہو کیا

حرف سوال لب پہ یہاں آئے کس طرح
سائل یہ گھر خدا کا ہے اس میں صدا ہو کیا

"دوندے خاں نامہ"

(پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی ایم۔اے، ال ال بی اُستاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)

روہیلکھنڈ کی تاریخ میں نواب دوندے خاں کو جو عظمت و شہرت حاصل ہے اس سے تاریخ کا ہر طالب العلم واقف ہے۔ مدتوں تک روہیلکھنڈ ان کی جہانکشایانہ ہمت کا بازیچہ بنا رہا ہے اور اُن کی شجاعت و شہامت عدل گستری و معارف پروری کے قصے زباں زد خاص و عام رہے ہیں۔ "دوندے خاں نامہ" عوام کے ان ہی جذبات عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ یہ مثنوی اس زمانہ کے ایک مشہور عالم مولانا حاجی محمد مہدی صاحب مرحوم کی تصنیف ہے۔ حاجی صاحبؒ قصبہ موئی ضلع بریلی کے رہنے والے تھے۔ علم و فضل میں وحید عصر سمجھے جاتے تھے۔ اکبر شاہ نے اُن کو فصیح الشعرا، ملک العلماء کا خطاب دیا تھا پیش نظر مثنوی کا قلمی نسخہ میرے جد امجد جناب قبلہ مولوی ارشاد علی صاحب فریدی مرحوم امروہوی نے مصنف کے اصل مسودہ سے ۱۲۵۷ھ میں نقل کیا تھا۔ مولوی ارشاد علی صاحب حاجی صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور حاجی صاحب نے موئی سے امروہہ کا سفر خاص طور سے اُن کی تعلیم کے لئے فرمایا تھا۔

حالات نواب دوندے خاں نواب دوندے خاں ۱۷۰۰ء میں نور شہامت پور (افغانستان) میں پیدا ہوئے تھے جب ہندوستان میں سلطنت مغلیہ پر نزاع کا عالم طاری ہوا تو بیرون ہند سے چھوٹے چھوٹے قبائلی سردار، سیاسی ابتری سے فائدہ اُٹھانے اور قوت و اقتدار بڑھانے کے لئے ہندوستان میں آگئے تھے۔ ان ہی میں ایک داؤد خاں نامی سردار تھا۔ جو بہادر شاہ ابن اورنگ زیب کے عہد میں ہندوستان آیا تھا اور اُس نے کٹھیر (روہیلکھنڈ) میں اپنا اقتدار قایم کر لیا تھا۔ اور روہیلوں کو وہاں جمع کر کے اُن کی قوت کا استحکام کرنے لگا تھا۔ دوندے خاں بھی اپنے وطن کو چھوڑ کر داؤد خاں سے آملے اور اُن کے شریک کار ہو گئے۔ روہیلکھنڈ کے زمینداروں اور جاگیرداروں سے عرصہ تک یہ دونوں معرکوں میں مصروف رہے اور بالآخر ایک حکومت کی داغ بیل ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ داؤد خاں نے ابھی اپنی طاقت کو پوری طرح نہیں جمایا تھا کہ کمایوں کے راجہ دیبی چند نے اُسے دھوکہ سے اپنے پاس بلا کر قتل کرادیا۔ یہ سانحہ روہیلوں کی تاریخ کے اس ابتدائی دور میں نہایت سخت تھا اور ممکن تھا کہ

اُس وقت اُن کا خیرازہ ہمیشہ کے لئے منتشر ہو جاتا لیکن اس نازک موقع پر دوندے خاں نے افغان سرداروں میں نظم وضبط قایم رکھا اور علی محمد خاں (بانی ریاست رام پور) کو داؤد خاں کا جانشین بنا کر اپنے اقتدار کو بڑھانا شروع کیا۔ اسی زمانہ میں دوندے خاں نے اپنے چچازاد بھائی حافظ رحمت خاں کو بھی بُلا لیا۔ نواب علی محمد خاں، حافظ رحمت خاں اور نواب دوندے خاں تینوں کی قیادت میں ضلع بریلی کا تقریباً تین چوتھائی حصّہ روہیلوں کے قبضہ میں آگیا (تاریخ روہیلکھنڈ، مصنفہ نواب نیاز احمد خاں ہوشؔ) اس زمانہ میں ایرانی پارٹی نے محمد شاہ کو روہیلوں کے استیصال پر آمادہ کر دیا۔ لیکن دوندے خاں کی شجاعت اور بہادری سے روہیلوں کو فتح پر فتح ہوتی رہی۔ شاہ آباد، مراد آباد، سنبھل، پیلی بھیت وغیرہ کا علاقہ روہیلوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور روہیلکھنڈ کی ایسی سلطنت قایم ہوئی جس کے دبدبہ اور جلال کے ڈنکے ۔۔۔ تک اقصائے ہند میں بجتے رہے جنگ پانی پت میں نواب دوندے خاں وغیرہ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں

نواب دوندے خاں نے ۔۔۔ کو انتقال کیا وہ شجاعت وشہامت، فہم وفراست، بذل وسخا تمکنت وجلال میں عدیم النظیر تھا۔ مفصل حالات کے لئے جناب سید الطاف علی صاحب بریلوی کی مشہور کتاب حیات حافظ الملک حافظ رحمت خاں، ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل مثنوی میں نواب دوندے خاں کے عدل وانصاف اور غریب پروری کا واقعہ نظم کیا گیا ہے۔

محمد مصطفیٰ مراد دلہا تے عیاد دربیان حال استغاثہ تاجرے بہ حضور نواب دوندے خاں مالک مراد آباد

سر آغاز کلام من بنامے — کہ از وے ہر زباں فایز بکامے

سپس نام حبیبش بر زبان است — کزاں شیریں تر از شہد م دہان است

ازیں پس انچہ از وے ناگزیر است — ز سینہ در سفینہ جائے گیر است

ز پیر سخبرِ ذی تعلیم کوشم — بلطفے کردہ نقلے جب بگویم

کہ در ملک کٹھیر نیک نامے — قیامے داشت با جاہ تمامے

بہ دوندے خاں بعالم مشتہر بود — جوانمردے سلیمے داد گر بود

[illegible] مشہور ادب ۔۔۔ [illegible]

مراد آباد را آباد می داشت — مراد خاطر خود داد[۱] می داشت

بدامن پرده آں فرخندہ خوئے — ز نوابان عہد خویش گوئے

کف دستش[۲] سحاب دُر فشاں بود — ز دستش ابر نیساں در فغاں[۳] بود

بجرأت آں چناں بود آں قوی بال[۴] — کہ رستم داشت پیشش رتبۂ زال[۵]

اگر برزو[۶] بدیدے درد و غالش[۷] — نہادے روے خود بر پشت بالش

وگر میدید روئیں تن[۸] سنجوالش — تہی می کرد قالب چوں رکالش

بدیدی گر بایں جوشندہ آبے — شدے افراسیاب افراسیابے[۹]

بحکم خویشتن آں جاہ پرور — دہ و دو الف جملہ داشت لشکر

ولے ہر یک نہنگ بحر جنگے — بمیداں دلبری شیر پلنگے

سلحشورے[۱۰]، یلے، کار آزمائے — پئے ہر بہنے چوں اژدہائے

بروزے آں جوانمرد زمانے — بجرأت آفت شیر ژیانے[۱۱]

بغایت داشت پاک دولت اندیش — بکارے اشتغال خاطر خویش

کہ ناگاہ از در آمد داد خواہے — نشستہ در لحد از گرد راہے

کہ فریادم ز بیداد ستمگر — بغارت برد اموالم سراسر

بگوش او فغانش چونکہ جا ساخت — باستقصائے کار او نپرداخت

کہ آندم فکر کار دیگرش بود — پئے نبشتن او حکم فرمود

چو فارغ گشت از فکرے کہ بودش — بقرب خویشتن عزت فزودش

بمہرش گفت حال خود بیان کن — نہفتہ راز خود بر من عیاں کن

برفن حال چوں مامور[۱۲] گردید — ز لب مُہر سکوتش دور گردید

---

۱ بخشش و انصاف ۲ بخشش ۳ فریاد ۴ قوی بازو ۵ پیرزن ۶ نام پسر رستم ۷ لڑائی ۸ لقب اسفندیار است کہ بہ جلد بدن او تیغ و تیر کاری نگردد ۹ حباب ۱۰ کسیکہ ورزش در استعمال اسلاح بسیار کند ۱۱ خشمناک ۱۲ حکم کردہ شد

که هستم تاجر شهر خراسان　　گذارم گشت در ملک تلنگان
در آنجا راجهٔ بیداد کام است　　بظالم سنگھ مشهور انام[1] است
بود آں مردک بیداد پیشه　　بملک خود سری شداد پیشه
بنا ترسی گرو برده زشیطان　　بود چنگیز[2] خاں یگ چاکر آں
باہبض[3] می برد از جا فریبش　　زلنیور[4] ست سر نه به رکیبش
بداند خون مردم شیر مادر　　بمال مردگاں کابین دختر
زاکواں[5] است برتر پایهٔ او　　گریزد دیو ہم از سایهٔ او
سه لکھ را نقد و جنسے پیش من بود　　بغارت جمله برد آں دیو مردود
چوں نشستم دریں روز سیاہے　　بگشتم پیش ہر کس داد خواہے
کسے پروائے احوالم نفرمود　　کنوں آوردہ ہیشت بخت مسعود
ز حال خود نمودم قصه خوانی　　فسانه ختم شد، و دیگر تو دانی
چو نواب ایں افسانه کرد در گوش　　بگرداب تحیر خورد پا غوش
پس از دیرے سر آں گوہر ناب　　چو نیلوفر بروں آمد ازاں آب
رواں[6] فرمود تا آید دبیرے　　بریزد مشک تر را بر حریرے
دبیر آمد بیادش دادگر داد　　که تا کرد آں به نسرین[7] عنبر آباد[8]

نامه نواب دوندے خاں جرار بنام راجه ظالم سنگھ بهادر شعاری

بنام مالکے زیب مقال است　　که ملک او منزه از زوال است
ملیک مقتدر والا ست شانش　　زمین و آسمان فرماں کشانش
ملک جن و بشر را ہستی از وے　　بچرخ اوج و زمیں را پستی از وے
تمامی ملک ملکِ خاص آں است　　ز مملوکان مکین و ہم مکان است

۱ خلق ۲ قاتل امصاران ۳ ... نام پسر شیطان ۴ نام دیوے که رستم را در دریا انداخته بود ۵ جلد ۶ کاغذ ۷ رقم سیاه

بعادل می دہد فوق السما جا   بظالم میکند تحت الثریٰ جا
ز دل بخشیدن آں رب معبود   بعوضے[1] بر دریدہ مغز نمرود
پرستو[2] را چو حکمش گشت موصول   نمودہ لشکرے را عصف[3] ماکول
سر سرکش بپائے پیل آرد   یا آتش[4] خو بآب نیل آرد
یا ہوائے زرہ آوارگانے   فرستد ہادئے معجز بیانے
چو تحمیدش فزوں تر از بیانست   قلم در شرح مطلب[5] تر زبانست
دریں ایام نصرت التیامم   کہ گردد چرخ بر حسب مرامم[6]
بنام من نگین فتح را گوش   رکابم را ظفر وا کردہ آگوش
بہر جانب کہ آرد اخترم رو   سر خصمم بگردد طاسک[7] او
رسیدہ داد خواہے پیشم از راہ   للبش تبخالہ ریزد وا مغیثاہ[8]
کہ ہستم تاجرے خواہان دادے   ز دست ظالم آتش نہادے
تمامی آب خود برباد دادہ   بخاک خواری از ظلمش فتادہ
ز دست حاکم ملک تلنگاں   فتاد ایں آتشم در خرمن جاں
سہ لکھہ را نقد و جنسم یک قلم برد   بیک دم کرد محتاجم بیک خورد
بداں سال در گورم نشاندہ   کہ از بہر کفن تارم نماندہ
بہ پیش و پس جہان اختراں فوج   ببردم ز اختر بد نالہ بر اوج
کسے نہرے نگسترده بجالم   بروں ناوردہ اختر از وبالم
کنوں پیشت رسیدم گر توانی   ازاں بیرحان[9] عُشاق من رہانی
اگر دادم نہ بستانی دریں روز   ستانم داد خود در آخریں روز
بروز حشر ہستی آوری گر   بترس از داوریم پیش داور

---

[1] پشہ را گویند [2] طائریست کوچک وسیاہ کہ باسم ابابیل شہرت دارد [3] مانند گیاہ خوردہ شد [4] مراد از فرعون [5] مراد و مطلب [6] ظرفیست کہ در وآب وشراب خورند (منتخب) [7] فریاد [8] گرگ درندہ [9] بزغالہ مادہ از حین ولادت آں تا چہار ماہ